امثال القرآن

تمثیل کی غرض یہ ہوتی ہے کہ کسی غیر واضح اور غیر محسوس حقیقت کو مخاطب کے فہم سے قریب تر لانے کے لیے کسی ایسی چیز سے تشبیہ دی جائے جو واضح اور محسوس ہو۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھو کہ جو چیز عام نگاہوں سے اوجھل ہوتی ہے تمثیل کے ذریعے سے گویا اس کا مشاہدہ کرا دیا جاتا ہے قرآن حکیم میں یہ طرز بیان بڑی کثرت کے ساتھ اختیار کیا گیا ہے کیونکہ جن حقائق سے وہ آگاہ کرنا چاہتا ہے وہ قریب قریب سب کے سب غیر مرئی و غیر محسوس ہیں۔ لہٰذا قرآن مجید کی تمثیلات کا مضمون بڑی اہمیت رکھتا ہے اور اس میں تدبر کرنا مطالب قرآن کو سمجھنے کے لیے نہایت ضروری ہے۔ علامہ ابن قیمؒ کی کتاب ''امثال القرآن'' سے اقتباس پیش خدمت ہے۔ (علامہ ابن قیمؒ)

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ، اِتَّخَذَتْ بَيْتًا، وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (العنکبوت:۴۱)

جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو اپنا کارساز بنا رکھا ہے ان کی مثال مکڑی سی ہے کہ اس نے ایک گھر بنایا اور کچھ شک نہیں کہ سب گھروں میں کمزور گھر مکڑی کا گھر ہے۔ کاش یہ لوگ جانتے۔

یہاں اس حقیقت سے پردہ اٹھایا گیا ہے کہ مشرکین تو مکڑی کی طرح کمزور و ناتواں ہیں ہی لیکن ان کے اولیاء و شرکاء ان سے بھی زیادہ بے بس اور مجبور محض ہیں۔ سو ان مشرکین کی ذاتی کمزوری و بے چارگی اور پھر اپنے سے بھی بے بس تر اولیاء سے مدد و قوت حاصل کرنے کی مثال، مکڑی اور اس کے گھر کی سی ہے۔ اس مثل کے تحت مشرکین کے انتہائی خسران کا ذکر ہے کہ اگرچہ وہ بے یار و مددگار رہیں لیکن وہ اپنی محرومی اور کمزوری کے نقطہ کمال پر اس وقت پہنچے جب کہ انہوں نے اپنے سے بھی زیادہ مجبور مخلوق کو اپنا والی و مددگار بنایا جس سے وہ سوائے ضعف و خسران کے کچھ نہیں پا سکتے۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ مشرکین و کفار سبھی جانتے ہیں کہ تار عنکبوت کمزور ترین شے ہے پھر اس سے لو کانو یعلمون (کاش یہ لوگ جانتے) کے ذریعے ان کی واقفیت و علم کی نفی کیوں کی گئی ہے؟ اس کا جواب بالکل واضح

ہے،آیت کا مقصدان کے اس علم کی نفی کرنانہیں ہے کہ مکڑی کا گھر سب سے زیادہ کمزور ہے بلکہ اس علم کی نفی کرتا ہے کہ خدائے واحد کے سوا جو معبود اور اولیاء ٹھیرائے جاتے ہیں ان کی قوت اور قدرت تار عنکبوت سے زیادہ نہیں ہے اگر وہ اس حقیقت کو جانتے ہوتے تو ایسا ہرگز نہ کرتے۔ وہ تو یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ یہی اولیاء ان کو قوت و جبروت بخشیں گے۔لیکن اس کی حقیقت خواب سے زیادہ نہیں ہے، اور نہ کبھی ثابت ہوئی۔ اس مضمون کی بکثرت آیتیں ملتی ہیں جن میں یہی حقیقت بیان کی گئی ہے مثلاً ایک جگہ قرآن کہتا ہے۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ(۷۴) لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ(۷۵)[یٰسٓ]

اور انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر بہت سے معبود بنا رکھے ہیں کہ وہ ان کے مددگار ہوں گے مگر وہ ہرگز مددگار نہ ہوں گے۔اور وہ خود لشکروں کے لشکر (جواب دہی کے لیے) حاضر کیے جائیں گے۔

دوسری جگہ ہے:

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا(۸۱) كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا(۸۲)[مریم]

''اوران لوگوں نے خدن کے سوا اور معبود بنالئے ہیں تا کہ وہ ان کے لیے (موجب عزت و) مدد ہوں۔ ہرگز نہیں، وہ (معبودانِ باطل) ان کی پرستش سے انکار کریں گے اور اُن کے دشمن (ومخالف) ہوں گے۔''

ایک مقام پر مشرکین کی ہلاکت وتباہی بیان کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ (ھود:۱۰۱)

''اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے اپنے اوپر آپ ظلم کیا اور جب تیرے پروردگار کا حکم (عذاب) آیا تو خدا کے سوا وہ جن معبودوں کو پکارا کرتے تھے وہ ان کے کچھ بھی کام نہ آئے (بلکہ) انہوں نے ان کی تباہی کچھ اور بڑھا دی۔''

ان چاروں مقامات پر یہ حقیقت آشکار کی گئی ہے کہ جس نے اللہ کو چھوڑ کر شرکاء اور اولیاء کا دامن سربلندی وسرفرازی اور نصرت وامداد حاصل کرنے کے لیے پکڑا وہ ناکام رہا اور اس کی یہ عبادت مفید ومنفعت بخش ہونے کی بجائے الٹی وبال جان بن جائے گی۔ یہ مثال جو اوپر بیان ہوئی شرک کے ابطال، مشرکین کے خسران اور ان کے انجام کی ہولنا کی اور تباہ کاری کی سب سے زیادہ روشن اور بلیغ تمثیل ہے۔